OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

اسلامی قانون میں کمپنی کے اثاثوں، شیئرز اور مشترکہ اموال پر زکوۃ کا تجزیاتی اور تحقیقی مطالعہ

An Analytical and Research-Based Study of Zakat on Company Assets, Shares, and Joint Ownership in Islamic Law

Dr. Abdul Hannan
Assistant Professor Department of Islamic Studies, Ibadat International University Islamabad.
Email: abdul.hannan@dms.iiui.edu.pk

Zahid Mehmood
Ph.D Scholar, HITEC University Texila.
Email: zahidrizwan393@gmail.com

Received on: 05-01-2025 Accepted on: 08-02-2025

Abstract
One of the important issues in the payment of Zakat is the matter of jointly owned wealth—how should Zakat be paid on assets that are owned by more than one individual? Similarly, in the case of a company in which multiple people are shareholders, how should Zakat be calculated and paid on the company's Zakatable assets? Furthermore, if someone owns shares in a company, how should the shareholder pay Zakat on those shares? These are pressing contemporary issues that require examination in light of Islamic jurisprudence. This paper discusses these significant topics in detail. Before addressing these issues, it is essential to understand the position of the classical Islamic jurists regarding Zakat on jointly owned wealth. Therefore, the paper first presents their opinions on this foundational matter.
Keywords: Zakat, Jointly Owned, Company, Shareholders, Zakatable assets, Islamic jurisprudence.

زکوۃ کی ادائیگی میں ایک اہم مسئلہ مشترک اموال کی زکوۃ کا ہے یعنی جو اموال ایک سے زیادہ افراد کی ملکیت میں ہوں ان کی زکوۃ کیسے ادا کی جائے گی؟اسی طرح ایک کمپنی جس میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہیں اس کمپنی کے قابل زکوۃ اموال کی زکوۃ کیسے ادا کی جائے گی؟اور اسی طرح کسی کمپنی کے شئیرز اگر کسی نے خرید رکھے ہوں تو شئیرز ہولڈر ان شئیرز کی زکوۃ کیسے ادا کرے گا؟یہ دور جدید کے اہم مسائل ہیں جن کا شرعی حوالے سے جائزہ لینا ضروری ہے،اس مقالے میں ان اہم مسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔

مذکورہ مسائل کے جاننے سے پہلے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ مشترک اموال پر زکوۃ کے بارے حضرات فقہاء رحمہم اللہ کا کیا مؤقف ہے؟اس لیے مذکورہ مسائل پر گفتگو سے پہلے مشترک اموال پر زکوۃ کے بارے حضرات فقہاء رحمہم اللہ کا مؤقف بیان کیا جاتا ہے۔

مشترک اموال کی زکوٰۃ کا حکم

ملکِ مشترک کی زکوٰۃ کے بارے میں حنفیہ کا مذہب

حنفیہ کے ہاں ملکِ مشترک کی زکوٰۃ کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مشترکہ چیز ایسی ہے، جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، مثلاً سونا، چاندی یا مالِ تجارت ہے، تو جس شریک کی ملکیت نصابِ زکوٰۃ کے برابر ہوگی، اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اس میں اس کی ملکیت میں جو بھی اموال زکوٰۃ ہیں، وہ سب شامل ہوں گے، اور جس کی ملکیت نصابِ زکوٰۃ سے کم ہوگی، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، بشرطیکہ اس کے علاوہ اس کی ملکیت میں جو اموالِ زکوٰۃ ہیں، ان کو ملا کر بھی نصابِ زکوٰۃ کے برابر نہ ہو۔

اسی طرح اگر مشترکہ چیز کی مالیت تو نصابِ زکوٰۃ کے برابر ہے، اور وہ چیز اموالِ زکوٰۃ میں سے بھی ہے، لیکن کسی شریک کا حصہ بھی نصابِ زکوٰۃ کے برابر نہیں ہے، تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک کسی شریک پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، حنفیہ کا یہ مذہب سائمہ جانوروں اور باقی اموالِ زکوٰۃ کے بارے میں ایک ہی ہے۔

حنفیہ کی دلیل

حنفیہ کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

"ليس في سائمة المرء المسلم إذا كانت أقل من أربعين صدقة"(۱)

"ترجمہ: مسلمان کے سائمہ جانوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے، جبکہ وہ چالیس سے کم ہوں۔"

اس حدیث مبارکہ میں چالیس سے کم میں زکوٰۃ واجب ہونے کی نفی کی گئی ہے، خواہ انفرادی طور پر چالیس سے کم ہو، یا مشترکہ طور پر چالیس سے کم ہو، اس حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے ہر ایک کی ملکیت نصابِ زکوٰۃ کے برابر ہونا شرط ہے، اگر کسی کی ملکیت نصابِ زکوٰۃ سے کم ہو، اگرچہ مشترکہ چیز کی کل مالیت نصابِ زکوٰۃ کے برابر یا اس سے زائد ہو، تو جس شریک کی ملکیت نصابِ زکوٰۃ سے کم ہے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

مشترکہ سائمہ جانوروں کے بارے میں جمہور کا مذہب

جمہور ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ جب دو یا دو سے زائد افراد سائمہ جانوروں کے مالک ہوں، اور وہ اہل زکوٰۃ میں سے بھی ہوں، تو اس صورت میں اگر سائمہ جانور نصاب زکوٰۃ کے برابر ہیں، تو تمام شرکاء پر ان کی زکوٰۃ ان کے حصوں کے بقدر واجب ہوگی، اگرچہ ہر ایک شریک کا حصہ نصابِ زکوٰۃ سے کم ہی کیوں نہ ہو، البتہ اس میں مزید شرطوں کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے، جن کی تفصیل عنقریب آجائے گی۔

جمہور کی دلیل

جمہور ائمہ نے بالخصوص شافعیہ نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے:

"ولا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع خشية الصدقة وما كان من خليطين فإنهما يتراجعان بينهما بالسوية"(۲)۔

”ترجمہ: متفرق کو جمع نہ کیاجائے،اور مجتمع کو متفرق نہ کیاجائے،زکوۃ کے خوف سے اور جو شریک ہوں گے،وہ ایک دوسرے سے برابر رجوع کرلیں گے۔“

اس حدیث میں یہ فرمایاگیاہے کہ شرکاء کامال ملاہواہو،تواس کوالگ نہیں کیاجائے گا،جب اس کوالگ الگ نہیں کیاجائے گا،تومشترکہ چیز کی جو کل مالیت ہے،اس پر زکوۃ واجب ہوگی،اوراس میں تمام شرکاءاپنے اپنے حصوں کی بقدر شریک ہوں گے۔

مالکیہ کے نزدیک صرف جانوروں میں اختلاط سے مجموعے پر زکوۃ واجب ہوگی،خواہ ہرایک شریک کاحصہ نصاب سے کم ہی کیوں نہ ہو،جانوروں کے علاوہ باقی اشیاء کے اختلاط سے مجموعے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی،بلکہ ہر شریک پراس کے حصے کی بقدر زکوۃ واجب ہوگی،البتہ شافعیہ اور بعض حنابلہ کے نزدیک جانورروں اور جانوروں کے علاوہ باقی اشیاء کے اختلاط سے بھی مشترکہ چیز کے مجموعے پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

جانوروں کے علاوہ باقی مشترک اموالِ زکوۃ کی زکوۃ کاحکم

حنابلہ کامذہب

جب دو یادو سے زائد افراد جانوروں کے علاوہ سونا،چاندی،مالِ تجارت،کھیتی اور پھلوں میں شریک ہوں،توحنابلہ کامذہب یہ ہے کہ اس صورت میں مجموعے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی،بلکہ ہر شریک پراس کے حصے کی زکوۃ واجب ہوگی،بشرطیکہ زکوۃ واجب ہونے کی دوسری شرائط بھی پائی جاتی ہوں،مثلاًوہ شریک صاحبِ نصاب ہو،اور صاحبِ نصاب ہوئے سال گزرچکاہو،اگر کوئی شریک صاحبِ نصاب نہیں ہے،تواس پراپنے حصے کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

حنابلہ کی دلیل

حنابلہ کے مشہورامام ابن قدامہؒ نے اپنے مذہب پرآنحضرت ﷺ کی اس روایت سے استدلال کیاہے:

”والخلیطان مااجتمعاعلی الفحل والرعی والحوض“(۴)

ترجمہ:خلیطان(شرکاء)وہ ہیں،جو جمع ہوجائیں نرپراورچروانے پراور حوض پر۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہواہے کہ جب تک شرکاء ان چیزوں پر جمع نہ ہوجائیں،اس وقت تک اموال کااختلاط مؤثر نہیں ہوگا،اور ظاہر ہے،ایسااختلاط اوراجتماع صرف جانوروں میں ہوسکتاہے،باقی اشیاء میں نہیں ہوسکتا،لہذاجانوروں کے علاوہ باقی اموالِ زکوۃ اگرمختلط(مکس)بھی ہوجائیں،تب بھی مجموعے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی،بلکہ ہر شریک پر علیحدہ علیحدہ زکوۃ واجب ہوگی،بشرطیکہ زکوۃ کے واجب ہونے کی دوسری شرطیں بھی پائی جائیں۔

حنابلہ کی دوسری دلیل

حنابلہ کی دوسری دلیل آنحضرت ﷺ کایہ ارشاد گرامی ہے:

"لا یجمع بین متفرق و لا یفرق بین مجتمع خشیة الصدقة"(۵)

ترجمہ: متفرق کو جمع نہ کیا جائے، اور مجتمع کو متفرق نہ کیا جائے، زکوٰۃ کے خوف سے۔

آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی صرف جانوروں کے بارے میں ہے، کیونکہ صرف سائمہ جانور ایسا مالِ زکوٰۃ ہے، جس کے متفرق کرنے سے اور مجتمع کرنے سے زکوٰۃ میں فرق آتا ہے، جانوروں کے علاوہ باقی اموالِ زکوٰۃ جب نصاب سے زیادہ ہو جائیں، تو زیادہ پر اس کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، اس لئے جانوروں کے علاوہ باقی اموالِ زکوٰۃ میں "خشیۃ الصدقۃ" والی بات نہیں ہے، یعنی باقی اموالِ زکوٰۃ میں ایسا نہیں ہے کہ اگر ہر شریک کا حصہ علیحدہ علیحدہ کیا جائے، تو زکوٰۃ واجب ہو، اور اگر ان کو ملا لیا جائے، تو زکوٰۃ واجب نہ ہو، یا ہر شریک کا حصہ اگر الگ الگ ہو، تو زیادہ زکوٰۃ واجب ہو، اور اگر تمام شرکاء کے حصوں کو جمع کر لیا جائے، تو کم زکوٰۃ واجب ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جانوروں میں خلطہ (اشتراک) کبھی نفع میں مؤثر ہوتا ہے، اور کبھی نقصان میں مؤثر ہوتا ہے، جبکہ جانوروں کے علاوہ باقی اموالِ زکوٰۃ میں اگر خلطہ (اشتراک) کو مؤثر سمجھ کر مجموعے پر زکوٰۃ واجب کی جائے، تو اس میں مالکوں کو صرف ضرر ہی ہے، فائدہ کسی صورت میں نہیں ہوتا، اس لئے خلطہ کا اعتبار صرف جانوروں میں ہے، جانوروں کے علاوہ باقی اموالِ زکوٰۃ میں خلطہ کا اعتبار نہیں ہے۔

علامہ ابنِ قدامہ "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"و الصحیح أن الخلطة لا تؤثر فی غیر الماشیة، لقول النبی ﷺ و الخلیطان ما اشترکا فی الحوض و الفحل و الراعی. فدل علی أن ما لم یوجد فیه ذلک لا یکون خلطة مؤثرة، و قول النبی ﷺ: لا یجمع بین متفرق، خشیة الصدقة، إنما یکون فی الماشیة؛ لأن الزکاة تقل بجمعها تارة، و تکثر أخری، و سائر الأموال تجب فیها فیما زاد علی النصاب بحسابه، فلا أثر لجمعها، و لأن الخلطة فی الماشیة تؤثر فی النفع تارة، و فی الضرر أخری، و لو اعتبرناها فی غیر الماشیة أثرت ضررا محضا برب المال، فلا یجوز اعتبارها إذا ثبت هذا، فإن کان لجماعة وقف أو حائط مشترک بینهم، فیه ثمرة أو زرع، فلا زکاة علیهم، إلا أن یحصل فی ید بعضهم نصاب کامل، فیجب علیه۔"(٦)

ترجمہ: "صحیح یہ ہے کہ خلطہ (اشتراک) جانوروں کے علاوہ میں مؤثر نہیں ہوتا، نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے "والخلیطان ما اشترکا فی الحوض والفحل والراعی"، یعنی شرکاء وہ ہیں، جو حوض، نر اور چرواہے میں شریک ہوں، یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس میں یہ نہ ہو، اس میں خلطہ مؤثر نہیں ہوتا، اور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے "لا یجمع بین متفرق، خشیۃ الصدقۃ" یعنی متفرق کو جمع نہ کیا جائے، صدقہ کے خوف سے، یہ بھی صرف جانوروں میں ہوتا ہے، کیونکہ زکوٰۃ جانوروں کے جمع ہونے سے کبھی کم ہو جاتی ہے، اور کبھی زیادہ ہو جاتی ہے، اور باقی اموال میں نصاب سے جو زائد ہو جائے، اس پر اس کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، لہذا ان کے جمع ہونے کا کوئی اثر نہیں ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جانوروں میں خلطہ کبھی نفع میں مؤثر ہوتا ہے، اور کبھی نقصان میں مؤثر ہوتا ہے، اور اگر ہم اس کا جانوروں کے علاوہ میں اعتبار کریں، تو مالک کے لئے صرف نقصان کے طور پر ہی مؤثر ہوگا، لہذا اس کا اعتبار کرنا جائز نہیں، جب یہ بات ثابت ہو گئی، تو اس سے یہ حکم نکلا کہ اگر کسی جماعت کے لئے کوئی زمین وقف ہو، یا باغ ان کے درمیان مشترک ہو، اس میں پھل اور کھیتی ہو، تو ان

پر زکوۃ واجب نہیں ہو گی، مگر یہ کہ کسی کے حصے میں پورا نصاب ہو جائے، تو اس پر زکوۃ واجب ہو گی۔

شافعیہ کا مذہب

شافعیہ کا مذہب جانوروں کے علاوہ باقی اموالِ زکوۃ، سونا، چاندی اور اموالِ تجارت کے بارے میں بھی وہی ہے، جو جانوروں کے بارے میں ہے، جس طرح خلطہ سائمہ جانوروں میں مؤثر ہے، اسی طرح خلطہ باقی اموالِ زکوۃ میں بھی مؤثر ہے، جس طرح سائمہ جانور اگر کئی شرکاء کے مل جائیں، اور ان میں امتیاز باقی نہ رہے، اور خلطہ کے مؤثر ہونے کی جو دوسری شرائط ہیں، وہ بھی پائی جاتی ہوں، تو مجموعہ پر زکوۃ واجب ہوتی ہے، اگرچہ ہر شریک کا حصہ نصاب سے کم ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح دوسرے اموالِ زکوۃ مثلاً مالِ تجارت اس طرح مل جائے کہ امتیاز باقی نہ رہے، اور دوکان میں ترازو، وزن کرنے والا، رقم وصول کرنے والا، ہاکر، چوکیدار تمام شرکاء کا ایک ہو، الگ الگ نہ ہوں، تو اس صورت میں بھی مجموعہ پر زکوۃ واجب ہو گی، جبکہ مجموعہ نصابِ زکوۃ کے برابر ہو۔

شافعیہ کی دلیل

شافعیہ کی دلیل وہی حدیثِ مبارکہ ہے، جو متعدد بار پہلے گزر چکی ہے:

"لا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ"

شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث عام ہے، سائمہ جانوروں اور باقی اموالِ زکوۃ سب کو شامل ہے، لہذا خلطہ جس طرح سائمہ جانوروں میں مؤثر ہے، اسی طرح باقی اموالِ زکوۃ میں بھی مؤثر ہے۔

حنفیہ کا مذہب راجح ہے، اور اس کی وجہ ترجیح

اس مسئلہ میں حنفیہ کا مذہب راجح ہے، کیونکہ وہ انصاف کے زیادہ قریب ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کی ملکیت میں نصابِ زکوۃ کے برابر مال ہو، زکوۃ اسی پر واجب ہونی چاہئے، اور جس کی ملکیت میں نصاب زکوۃ سے کم مال ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہونی چاہئے، اور خلطہ کو اگر وجوبِ زکوۃ میں مؤثر مانا جائے، تو اس شریک پر بھی زکوۃ واجب ہو جاتی ہے، جس کی ملکیت میں نصابِ زکوۃ کے برابر مال نہیں ہے، ظاہر ہے کہ یہ بات انصاف کے تقاضا کے مطابق معلوم نہیں ہوتی، اور دوسری بات یہ ہے کہ خود مالکیہ اور حنابلہ نے بھی جانوروں کے علاوہ میں خلطہ کو وجوبِ زکوۃ میں مؤثر نہیں مانا، لہذا جس طرح خلطہ جانوروں کے علاوہ میں وجوبِ زکوۃ میں مؤثر نہیں ہے، اسی طرح خلطہ کو جانوروں میں بھی مؤثر نہ سمجھا جائے، اور اس کی وجہ سے ان شرکاء پر زکوۃ واجب نہیں ہونی چاہئے، جن کی ملکیت نصابِ زکوۃ سے کم ہے۔

جمہور کے دلائل کا جواب

علامہ ابن الہمامؒ صاحبِ فتح القدیر جمہور کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حدیث میں جمع و تفریق سے مراد املاک میں جمع و تفریق ہے، جگہوں میں جمع و تفریق مراد نہیں ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک شخص کی ملکیت میں اسّی (۸۰) بکریاں ہیں، تو زکوۃ وصول کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسّی

بکریوں کو چالیس چالیس میں تفریق کر کے دو بکریاں زکوٰۃ کے طور پر وصول کر لے، کیونکہ اسّی بکریوں میں ایک بکری واجب ہے، اگر وہ اسّی بکریوں کو چالیس چالیس کر کے دو حصوں میں تقسیم کرے گا، تو چالیس بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہوتی ہے، اس طرح اس پر دو بکریاں زکوٰۃ میں واجب ہو جائیں گی، اور اگر وہ چالیس چالیس کر کے دو حصوں میں تقسیم نہیں کرے گا، تو صرف ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہو گی، یہ مطلب ہے حدیث مبارکہ کے اس جملے کا "" "لا یفرق بین مجتمع"۔

اسی طرح اگر دو افراد کے پاس بیس بیس بکریاں ہیں، تو کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ بکریوں میں زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے کم از کم چالیس بکریاں ایک شخص کی ملکیت میں ہونا ضروری ہے، لہذا اس صورت میں زکوٰۃ وصول کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دونوں کی بکریاں جمع کر کے چالیس ہونے پر ایک بکری زکوٰۃ کے طور پر وصول کرے، حدیثِ مبارکہ کا یہی مطلب ہے کہ چالیس بکریاں جو ملکیت کے اعتبار سے الگ الگ ہیں، ان کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے جمع نہ کیا جائے، اور حدیثِ مبارکہ کے اس جملے کا کہ "لا یجمع بین متفرق" کا یہی مطلب ہے۔(۷)

کمپنی کے اموال کی زکوٰۃ

اگر کسی کمپنی میں کئی افراد شریک ہوں، اور کمپنی کے اموال مختلف قسم کے ہوں، تو زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے گی؟ اس کی تفصیل یہاں ذکر کی جاتی ہے۔

حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب

حنفیہ کے نزدیک "خلطۃ الشیوع" مطلقاً مؤثر نہیں ہے، نہ جانوروں میں، اور نہ ہی دوسرے اموال زکوٰۃ میں، اور مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک جانوروں کے علاوہ باقی اموالِ زکوٰۃ میں خلطۃ الشیوع مؤثر نہیں ہے۔

خلطۃ الشیوع کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ افراد کے مال اس طرح مل جائیں کہ ان میں امتیاز باقی نہ رہے، آیا اس صورت میں مجموعے پر زکوٰۃ واجب ہو گی، یا ہر شریک کی ملکیت کو دیکھا جائے گا۔

حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس صورت میں ہر شریک کی ملکیت کو دیکھا جائے گا، جس شریک کی ملکیت نصابِ زکوٰۃ کے برابر ہو گی، اور سال گزر چکا ہو گا، اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی، جس شریک کی ملکیت نصابِ زکوٰۃ سے کم ہو، یا صاحبِ نصاب ہوئے سال نہ گزرا ہو، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔

شافعیہ کا مذہب

شافعیہ کے نزدیک خلطۃ الشیوع وجوبِ زکوٰۃ میں مؤثر ہے، اس لئے ان کے نزدیک کمپنی کے قابلِ زکوٰۃ اثاثے اگر نصابِ زکوٰۃ کے برابر ہوئے، تو مجموعے پر زکوٰۃ واجب ہو گی، اگرچہ ہر شریک کے حصے میں نصابِ زکوٰۃ سے کم رقم آتی ہو۔

کمپنی کی زکوٰۃ کا حساب کس طرح کیا جائے گا؟ اس کی تفصیل یہاں لکھی جاتی ہے۔

کمپنی کے اموال میں زکوۃ کے حساب کا طریقہ کار

کمپنی کے اموال میں زکوۃ کا حساب اس طرح لگایا جائے گا کہ پہلے کمپنی کے قابل زکوۃ اموال کی تفصیل لکھی جائے گی کہ کمپنی کی ملکیت میں کون کونسا مال قابلِ زکوۃ ہے؟ یہ یاد رکھیں کہ اموالِ زکوۃ چار قسم کے ہوتے ہیں: (۱) سونا (۲) چاندی (۳) نقد رقم (۴) مالِ تجارت، یعنی ایسا مال جس کو بیچنے کی نیت سے خریدا ہو، اور اب بھی بیچنے ہی کا ارادہ ہو، کمپنی کی ملکیت میں مذکورہ قابلِ زکوۃ اموال میں سے جو جو ہے، اس کی مالیت لکھ لی جائے۔

دوسرے نمبر پر کمپنی کا جو قرض دوسروں کے ذمے ہے، اور اس کی وصولی کی امید بھی ہے، اس کی مقدار لکھ لی جائے۔

تیسرے نمبر پر کمپنی کی ملکیت میں اگر سیونگ سرٹیفکیٹ ہیں، تو ان کی مالیت لکھ لی جائے، (اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خرید ناجائز نہیں۔)

چوتھے نمبر پر کمپنی نے اگر دوسری کمپنیوں کے شیئرز خریدے ہوئے ہیں، تو جو شیئرز آگے فروخت کرنے کی نیت سے خریدیں، ان کی بازاری قیمت لگا کر اس کو بھی جمع کر لیا جائے، اور جو شیئرز شرکت کے لئے خریدے ہیں، یہ دیکھ لیا جائے کہ جس کمپنی کے یہ شیئرز ہیں، اس کی ملکیت میں سونا، چاندی، نقد رقم کتنے فیصد ہے؟ شیئرز کی مالیت کا جتنے فیصد بنتا ہو، اس کو بھی شامل کر لیا جائے۔

پانچویں نمبر پر کمپنی کی ملکیت میں خام مال، جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لئے خریدا گیا ہے، اس کی مالیت کو بھی شامل کر لیا جائے۔

چھٹے نمبر پر جو تیار مال کا اسٹاک موجود ہے، اس کی مالیت کو بھی شامل کر لیا جائے۔

یہ ان اموال کی تفصیل تھی، جن پر زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور جن کو زکوۃ کا حساب کرتے وقت شامل کیا جائے گا، اب ان اموال کی تفصیل لکھی جاتی ہے، جن کو زکوۃ کے حساب سے منہا کیا جائے گا۔

(۱)۔۔۔۔ واجب الاداء قرضہ، (البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوۃ اموال خریدے گئے ہیں، وہ منہا نہیں ہوں گے)۔

(۲)۔۔۔۔ کمیٹی، بیسی کے بقایاجات (اگر یہ کمیٹی مل چکی ہے) اور اگر کمیٹی ابھی تک نہیں ملی، تو جتنی رقم کمیٹی میں جمع کرائی گئی ہے، اس کو ان اموال میں شامل کیا جائے گا، جن پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

(۳)۔۔۔۔ یوٹیلیٹی بلز، جو زکوۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہیں۔

(۴)۔۔۔۔ پارٹیوں کی ادائیگیاں، جو ادا کرنی ہیں۔

(۵)۔۔۔۔ ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں۔

(۶)۔۔۔۔ گذشتہ سال کی زکوۃ کی رقم اگر ابھی تک ذمہ میں باقی ہو۔

(۷)۔۔۔۔ قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں۔

مذکورہ سات قسم کے اموال کو زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت منہا کیا جائے گا، یہ اموال منہا کرنے کے بعد جو مالیت بنے گی، اس کا چالیسواں حصہ (ڈھائی فیصد) زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔

شیئرز پر زکوٰۃ کا مسئلہ

شیئرز پر زکوٰۃ کے بارے میں فقہاء رحمہم اللہ میں یہ اختلاف ہے کہ شیئرز کی زکوٰۃ ہر شیئرز ہولڈر پر واجب ہوگی، یا کمپنی پر بحیثیتِ کمپنی واجب ہوگی؟ اس اختلاف کی بنیاد دراصل خلطۃ الشیوع کا مسئلہ ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

خلطۃ الشیوع کے مسئلے کا حاصل یہ ہے کہ جب کچھ افراد کا مال مشترک ہو، تو اس صورت میں مالِ مشترک کے مجموعے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، یا ہر شریک پر اس کے حصے کے مطابق زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

امام مالک اور امام احمد رحمہا اللہ کا مذہب

امام مالک اور امام احمد رحمہا اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مالِ مشترک مویشی ہوں، اور وہ پورے نصاب کو پہنچ جائیں، تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی، خواہ انفرادی طور پر ہر شریک کا حصہ نصابِ زکوٰۃ سے کم ہو، اور اگر مالِ مشترک مویشیوں کے علاوہ نقود یا سامان وغیرہ ہو، تو ان حضرات کے نزدیک مالِ مشترک کے مجموعے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، بلکہ ہر شریک کا مال جب انفرادی طور پر نصابِ زکوٰۃ کو پہنچ جائے، تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب

امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح مویشیوں میں کل مجموعے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، ہر شریک کا انفرادی حصہ نہیں دیکھا جاتا، اسی طرح مویشیوں کے علاوہ دوسرے اموالِ زکوٰۃ مثلاً نقود، سامانِ تجارت وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے کہ مالِ مشترک کے مجموعے پر زکوٰۃ واجب ہوگی، ہر شریک کی انفرادی ملکیت نہیں دیکھی جائے گی، اس لئے شافعیہ کے نزدیک کمپنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی، کمپنی اگرچہ ایسا شخص نہیں ہے، جو شرعی احکام کا مکلف ہو، لیکن شافعیہ کا اصول یہ ہے کہ زکوٰۃ اموال پر واجب ہوتی ہے، افراد پر نہیں، اسی لئے شافعیہ کے نزدیک نابالغ کا مال اگر نصابِ زکوٰۃ کے برابر ہو، تو اس کے مال پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، حالانکہ نابالغ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ شافعیہ کے نزدیک کمپنی پر زکوٰۃ واجب ہے، شیئرز ہولڈر پر زکوٰۃ واجب نہیں، کیونکہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے:

''لا ثنی فی الاسلام''

یعنی اسلام میں مال پر دہری زکوٰۃ نہیں ہے۔

اور اس صورت میں اگر کمپنی پر بھی زکوٰۃ واجب ہو، اور شیئرز ہولڈر پر بھی زکوٰۃ واجب ہو، تو ایک مال میں دہری زکوٰۃ ہو جائے گی، اس لئے جس صورت میں کمپنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، اس صورت میں شیئرز ہولڈر پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ''خلطۃ الشیوع'' کا اعتبار نہیں کیا، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خلطۃ الشیوع چونکہ معتبر نہیں ہے، اس لئے ان کے نزدیک مالِ مشترک کے مجموعے کو نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ ہر شریک کا انفرادی حصہ دیکھا جائے گا، اگر ہر شریک انفرادی طور پر نصابِ زکوٰۃ کا مالک ہے، تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر کوئی شریک انفرادی طور پر نصابِ زکوٰۃ کا مالک نہیں ہے، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک چونکہ ہر شریک کی انفرادی ملکیت دیکھی جائے گی، اس لئے کمپنی پر بحیثیت کمپنی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، بلکہ شیئرز ہولڈر اگر نصابِ زکوٰۃ کا مالک ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر شیئرز ہولڈر نصابِ زکوٰۃ کا مالک نہیں ہے، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، اگرچہ کمپنی کے قابلِ زکوٰۃ اموال نصابِ زکوٰۃ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

شیئرز کی زکوٰۃ کے بارے میں ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کی قرارداد

مجمع الفقہ الاسلامی جدّہ نے اپنی قرارداد نمبر (۲۸، ۳، ۴) میں شیئرز کی زکوٰۃ کے بارے میں، جو اصول باہمی اتفاق سے طے کیے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔۔ کمپنی کے شیئرز کی زکوٰۃ شیئرز ہولڈر پر واجب ہے، اور خود کمپنی بھی شیئرز ہولڈر کی طرف سے نیابۃً زکوٰۃ نکال سکتی ہے، بشرطیکہ کمپنی کے قوانین میں اس کی صراحت موجود ہو، یا جنرل اسمبلی اس بارے میں قرارداد منظور کر چکی ہو، یا حکومت کے قانون کی وجہ سے کمپنی شیئرز کی زکوٰۃ نکالنے پر مجبور ہو، یا خود شیئرز ہولڈر کمپنی کو اس کے حصص کی زکوٰۃ نکالنے کا وکیل بنادے۔

(۲)۔۔۔۔ کمپنی کی انتظامیہ حصص کی زکوٰۃ اسی طرح نکالے گی، جس طرح ایک حقیقی شخص اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتا ہے، یعنی تمام شیئرز ہولڈرز کے مجموعی مال کو ایک شخص کے مال کی طرح سمجھا جائے گا، اور اس پر اسی اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی، اور شخصی مال کے جملہ احکام اس پر جاری ہوں گے، جن میں قابلِ زکوٰۃ مال کی نوعیت، نصاب، شرحِ زکوٰۃ وغیرہ داخل ہے، اور یہ حکم ''خلطہ'' کے اصول پر مبنی ہے، اور اس میں ان فقہاء کا قول اختیار کیا گیا ہے، جو ''خلطہ'' کو تمام اموال میں عام قرار دیتے ہیں۔

البتہ زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت ان حصص کا حصہ منہا کیا جائے گا، جن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، جن میں سرکاری خزانے کے حصص، کسی خیراتی، وقف ادارے کے حصص، اور غیر مسلموں کے حصص شامل ہیں۔

(۳)۔۔۔۔ اگر کمپنی کسی بھی سبب سے اپنے اموال کی زکوٰۃ نہ نکالے، تو حصہ داروں پر اپنے اپنے حصوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی، پھر اگر حصہ دار کے لئے ممکن ہو کہ وہ کمپنی کے حسابات کا اتنا علم حاصل کر سکے، جس سے اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کمپنی مذکورہ بالا طریقے پر اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتی، تو اس کے اپنے حصص پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوتی؟ تو اس صورت میں وہ اپنے حصوں کی زکوٰۃ اسی اعتبار سے نکالے گا، کیونکہ حصص کی زکوٰۃ میں اصل طریقہ یہی ہے۔

لیکن اگر حصہ داروں کے لئے حسابات کا علم ممکن نہ ہو، تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے کمپنی کے حصص صرف اس لئے حاصل کئے ہیں کہ وہ ان سے سالانہ نفع سے مستفید ہو، اور اس کا مقصد ان شیئرز کی تجارت نہ ہو، تو اس صورت میں وہ ان حصص کی زکوٰۃ نفع آور جائیداد کی طرح نکالے گا، اور ''مجمع الفقہ الاِسلامی'' نے اپنے دوسرے اجلاس میں جائیدادوں اور کرایہ پر چڑھائی ہوئی غیر زرعی زمینوں کی زکوٰۃ کے بارے میں جو قرارداد طے کی تھی، اس کے مطابق اس حصہ دار پر اپنے اصل حصص پر زکوٰۃ نہیں ہوگی، بلکہ حصص کی آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی، یعنی آمدنی پر قبضہ کرنے کے دن سے ایک سال گزرنے پر چالیسواں حصہ واجب ہوگا، بشرطیکہ زکوٰۃ کی شرائط موجود ہوں، اور موانع موجود نہ ہوں۔

اور اگر حصہ دار نے یہ حصص تجارت کی غرض سے حاصل کئے ہیں، تو اس کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کے اصول پر واجب ہوگی، چنانچہ ان حصص کے ملکیت میں رہنے کے دوران جب ان کی زکوٰۃ کا سال آئے گا، تو وہ ان کی بازاری قیمت کی زکوٰۃ ادا کرے گا، اور اگر وہ حصص بازار میں قابلِ فروخت نہ ہوں، تو ان کی قیمت تجربہ کار افراد کے اندازے سے مقرر کی جائے، اور اگر ان پر کوئی نفع حاصل ہو، تو اس نفع کا بھی ڈھائی فیصد نکالا جائے۔

(۴)۔۔۔۔اگر کوئی حصہ دار سال کے دوران اپنے حصص فروخت کر دے، تو ان سے حاصل ہونے والی قیمت کو اپنے دوسرے مال میں شامل کرنا ہوگا، اور جب ان کی زکوٰۃ کا سال پورا ہوگا، تو اس وقت دوسرے اموال کے ساتھ اس کی زکوٰۃ بھی نکالی جائے گی، اور جس شخص نے سال کے دوران حصص خریدے ہوں، وہ ان حصص پر مذکورہ بالا طریقے سے زکوٰۃ ادا کرے گا۔ واللہ اعلم

شیئرز کی زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار کیا جائے گا؟

شیئرز کی قیمت تین طرح کی ہیں:

(۱)۔۔۔۔فیس ویلیو (Face Value) یعنی سرٹیفکیٹ پر لکھی ہوئی قیمت۔

(۲)۔۔۔۔بازاری قیمت (Market Value) یعنی وہ قیمت، جس پر شیئرز بازار میں فروخت ہوتے ہیں۔

(۳)۔۔۔۔بریک اپ ویلیو (Break Up Value) یعنی اگر کمپنی تحلیل ہو جائے، تو ہر شیئرز کے مقابلے میں کمپنی کے اثاثوں کا جو حصہ آئے گا، وہ بریک اپ ویلیو ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ شیئرز کی زکوٰۃ میں مذکورہ بالا قیمتوں میں سے کس کا اعتبار کیا جائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کمپنی کی بریک اپ ویلیو آسانی سے معلوم ہو سکتی ہے، تو زکوٰۃ کا حساب کرنے میں بریک اپ ویلیو کو بنیاد بنایا جانا زیادہ موزوں ہے، لیکن بریک اپ ویلیو کا تعین بہت مشکل ہے، اور عام لوگوں کے لئے یہ کام تو اور بھی زیادہ مشکل ہے، اس لئے ''مجمع الفقہ الاِسلامی'' کی اس بارے میں جو قرارداد باہمی اتفاق سے منظور ہوئی ہے، اس کے مطابق بازاری قیمت (Mraket Value) کا اعتبار ہوگا، کیونکہ فیس ویلیو (Face Value) اگرچہ ابتداء میں سرمایہ لگاتے وقت تو حقیقت کی نمائندگی کرتی ہے، لیکن جب کمپنی کا سرمایہ اثاثوں (Assets) میں بدل جائے گا، تو پھر فیس ویلیو حقیقت کی نمائندگی نہیں کرے گی، کیونکہ اثاثوں کی قیمت کم و بیش ہوتی رہتی ہے، اس لئے

شیئرز کی زکوۃ کے حساب میں بازاری قیمت(Mraket Value)کا اعتبار کیا جائے گا۔(۸)

شیئرز کی زکوۃ میں کمپنی کے ناقابل زکوۃ اثاثے منہا ہوں گے ؟

شیئرز کی زکوۃ کے بارے میں دوسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ شیئرز کمپنی کے تمام اثاثوں میں متناسب ملکیت کی نمائندگی کرتا ہے،اور کمپنی کے اثاثے دو قسم کے ہوتے ہیں، بعض اثاثے تو قابلِ زکوۃ ہوتے ہیں، جیسے نقود، سامانِ تجارت وغیرہ،اور بعض قابلِ زکوۃ نہیں ہوتے، جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ، شیئرز کی زکوۃ کا حساب کرتے وقت کمپنی کے ناقابل زکوۃ اثاثے منہا ہوں گے، یا نہیں؟اس بارے میں علماء عصر کی تین آراء ہیں:

پہلی رائے

اس بارے میں پہلی رائے یہ ہے کہ شیئرز دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱)۔۔۔۔سروسز کمپنیوں کے شیئرز۔

(۲)۔۔۔۔تجارتی کمپنیوں کے شیئرز۔

(۱)۔۔۔۔سروسز کمپنیوں کے شیئرز

سروسز کمپنیوں کا مقصد سامان فروخت کرنا نہیں ہوتا، جیسے رنگ سازی کی کمپنی، بری و بحری نقل و حمل کی کمپنی اور ہوائی جہاز کی کمپنی وغیرہ،ان کمپنیوں کے شیئرز پر زکوۃ واجب نہیں ،البتہ ان شیئرز سے جو نفع حاصل ہوگا،اسے شیئرز ہولڈر کے مال میں شامل کردیا جائے گا، پھر اگر وہ نفع نصابِ زکوۃ کے برابر ہو جائے، تو زکوۃ واجب ہوگی،ورنہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

ان کمپنیوں کے شیئرز پر زکوۃ واجب نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے شیئرز آلات، بلڈنگ، مشینری وغیرہ کی نمائندگی کرتے ہیں، جن پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔

(۲)۔۔۔۔تجارتی کمپنیاں جو سامان خرید کر آگے فروخت کرتی ہیں، جیسے درآمدات و برآمدات کاروبار کرتی ہیں، یا مصنوعات کی خرید و فروخت کی کمپنیاں یا جو کمپنیاں خام مال خرید کر اس سے مصنوعات تیار کرتی ہیں،اور پھر ان مصنوعات کو فروخت کرتی ہیں، وغیرہ،ان کمپنیوں کے شیئرز پر زکوۃ واجب ہوتی ہے،البتہ شیئرز کی بازاری قیمت میں سے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کرکے زکوۃ ادا کی جائے گی۔

دوسری رائے

دوسری رائے یہ ہے کہ شیئرز خود مالِ تجارت بن چکے ہیں،اس لئے ان کی پوری بازاری قیمت(Market Value)پر زکوۃ واجب ہوگی،اس تحقیق کی ضرورت نہیں کہ ان شیئرز کے پیچھے کتنے اثاثے قابل زکوۃ ہیں،اور کتنے اثاثے ناقابل زکوۃ ہیں؟

تیسری رائے

تیسری رائے اکثر علماء عصر کی ہے،اور اسی کے مطابق ”مجمع الفقہ الاسلامی“ کی قرارداد منظور ہوئی ہے، وہ یہ کہ اگر ہر شیئرز ہولڈر انفرادی

طور پر زکوٰۃ نکالے گا، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے کمپنی کے منافع میں شرکت کے لئے شیئرز خریدے ہیں، تو اس صورت میں اگر اس کے لئے کمپنی کے قابل زکوٰۃ اثاثوں اور ناقابل زکوٰۃ اثاثوں کی تحقیق ممکن ہو، تو وہ تحقیق کر کے صرف قابل زکوٰۃ اثاثوں کی حد تک زکوٰۃ نکالے گا۔

مثال کے طور پر شیئرز کی بازاری قیمت سو روپے ہے، جس میں چالیس روپے ناقابل زکوٰۃ اثاثوں مثلاً بلڈنگ، مشینری وغیرہ کے مقابلہ میں ہیں، اور ساٹھ روپے قابل زکوٰۃ اثاثوں مثلاً نقود اور سامانِ تجارت وغیرہ کے مقابلہ میں ہیں، تو اس صورت میں وہ ساٹھ روپے کی زکوٰۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کرے گا، چالیس روپے کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہوگی۔

اور جو شیئرز ہولڈر اس کی تحقیق نہ کر سکتا ہو کہ کمپنی کے قابل زکوٰۃ اثاثے کتنے ہیں؟ اور ناقابل زکوٰۃ اثاثے کتنے ہیں؟ تو اس کے بارے میں علماء عصر کی رائے یہ ہے کہ ان شیئرز کا حکم نفع آور جائیداد جیسا ہوگا، جس کی تفصیل "مجمع الفقہ الِاسلامی" کی قرارداد میں مذکور ہے، اور اس قرارداد کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جو شخص کمپنی کے قابل زکوٰۃ اور ناقابل زکوٰۃ اثاثوں کی تحقیق نہ کر سکتا ہو، تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ پوری بازاری قیمت کے حساب سے زکوٰۃ ادا کر دے، اور یہی رائے شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہے۔

اور اگر کسی شخص نے شیئرز تجارت کرنے (Capital Gain) کے لئے اور آگے فروخت کر کے نفع کمانے کے لئے خریدے ہیں، تو یہ سامانِ تجارت میں شمار ہوں گے، اور اس صورت میں ان شیئرز کی پوری بازاری قیمت کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔(۹)

کیا شیئرز کی زکوٰۃ میں قرضے منہا کیے جائیں گے؟

شرعی ضابطے کے مطابق زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت کمپنی کے ذمے جو قرض ہیں، وہ منہا کر کے باقی مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، لیکن موجودہ دور میں یہ بات قابل غور ہے کہ کمپنی سرمایہ کاری کے لئے بڑے پیمانے پر مالیاتی اداروں اور بنکوں سے جو قرض لیتی ہے، وہ قرضے منہا کیے جائیں گے، یا نہیں؟ اس بارے میں علماء عصر کی آراء مختلف ہیں۔

پہلی رائے

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ایسی صورت میں مشینری پر بھی زکوٰۃ واجب قرار دی جائے، لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ مشینری کو مالِ زکوٰۃ قرار نہیں دیا جاسکتا، جب مشینری کو مالِ زکوٰۃ قرار نہیں دیا جاسکتا، تو اس پر زکوٰۃ کیسے واجب کی جائے گی؟ اس لئے یہ رائے قابلِ تسلیم نہیں ہے۔

دوسری رائے

دوسری رائے یہ ہے کہ زکوٰۃ میں دیون (Dues) کا منہا ہونا فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک مختلف فیہا مسئلہ ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ زکوٰۃ میں دیون منہا کیے جاتے ہیں، شافعیہ کے نزدیک دیون مطلقاً منہا نہیں کیے جاتے، اور مالکیہ کے نزدیک اموالِ باطنہ یعنی سونا، چاندی اور نقود میں تو منہا کیے جاتے ہیں، اموالِ ظاہرہ یعنی کھیتی، مویشی اور معدنیات میں منہا نہیں ہوتے۔(۱۰)

مذکورہ اختلاف کی روشنی میں شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم کی رائے یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے گا کہ کمپنی نے مالیاتی اداروں اور بنکوں سے بڑے پیمانے پر جو قرضہ لیا ہے، وہ کہاں صرف کیا ہے؟ اگر ان قرضوں کے ذریعے ایسی اشیاء خریدی ہیں، جو خود قابل زکوٰۃ ہیں، مثلاً سامانِ تجارت، تو اس صورت میں یہ قرضے زکوٰۃ سے منہا کیے جائیں گے، کیونکہ اگر اس صورت میں بھی قرضے زکوٰۃ سے منہا نہ کیے جائیں، تو ایک مال پر دہری زکوٰۃ واجب ہو جائے گی، اور یہ بات مسلمہ اصول "لا ثنی فی الِاسلام" کے خلاف ہے، کیونکہ اس کے مطابق مال پر دہری زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

اور اگر ان قرضوں سے ایسی اشیاء خریدی گئی ہیں، جو خود قابل زکوٰۃ نہیں ہیں، مثلاً بلڈنگ مشینری وغیرہ، تو اس صورت میں قرضوں کی وہ مقدار جن سے یہ اشیاء خریدی گئی ہیں، زکوٰۃ سے منہا نہیں کی جائے گی۔(۱۱)

امام مالکؒ کا قول بھی اس کے قریب قریب ہے، چنانچہ حافظ ماردینیؒ "الجوہر النقی" میں لکھتے ہیں:

"إن كان عنده عروض تفى بدينه عليه زكاة العين"(۱۲)

ترجمہ: "اگر اس کے پاس سامان ہے، جو اس کے دین کے برابر ہے، تو اس پر عین (سامان) کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ کمپنی مالیاتی اداروں اور بنکوں سے سرمایہ کاری کے لئے جو بڑے پیمانے پر قرض لیتی ہے، اس کو زکوٰۃ سے منہا کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر ان قرضوں سے قابل زکوٰۃ اموال خریدے گئے ہیں، تو یہ قرضے زکوٰۃ سے منہا ہوں گے، اور اگر ان قرضوں سے نا قابل زکوٰۃ اموال خریدے گئے، تو یہ قرضے زکوٰۃ سے منہا نہیں ہوں گے۔

حوالہ جات

(۱)البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، بیروت، مطبع: دار ابن کثیر الیمامہ، الطبعۃ: ۱۴۰۷ھ، صحیح البخاری مع فتح الباری (۳؍۲۷۔۳۱۷) کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ الغنم

(۲)البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، بیروت، مطبع: دار ابن کثیر الیمامہ، الطبعۃ: ۱۴۰۷ھ، صحیح البخاری مع فتح الباری (۳؍۶۹۔۳۶۸) کتاب الزکوۃ، باب لا یجمع بین متفرق و باب ماکان من خلیطین فإنھما یتراجعان بینھما بالسویۃ

(۳)الزحیلی، الدکتور وہبۃ الزحیلی، دمشق، مطبع: دار الفکر، الطبعۃ الأولی، ۱۴۰۴ھ الفقہ الإسلامی وأدلتہ (۲؍۴۹۔۸۴۷)، المھذب (۱؍۱۵۱۔۱۵۰)، مغنی المحتاج (۲؍۷۷۔۳۷۶)، المغنی لابن قدامۃ (۲؍۸۲۔۴۸۱)

(۴)دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی بن مسعود بن نعمان بن دینار البغدادی الدار قطنی، ۳۸۵ھ۔، سنن الدار قطنی (۱؍۱۰۴)

(۵)قد مر تخریجہ فی رقم التخریج ۱

(٦)ابن قدامۃ موفق الدین ابو محمد عبداللہ ابن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی (۵۴۱۔۶۲۰ھ) وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ والاوقاف المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، المغنی لابن قدامۃ (۲؍۴۹۱)

(۷)ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی المعروف بابن الھمام، ۸۶۱ھ۔ فتح القدیر، کوئٹہ، المکتبۃ الرشیدیۃ، فتح القدیر (۲، ۷۵۔۱۷۴)

(۸)مجلۃ مجمع الفقہ الإسلامی العدد الرابع الجزء الأول، القرارات (ص: ۸۸۲)

(۹)اسلام اور جدید معیشت و تجارت (ص ۹۴)

(۱۰)مجلۃ مجمع الفقہ الإسلامی العدد الرابع، الجزء الأول (ص: ۸۸۲، قرار داد نمبر ۲۸، ۳، ۴)

(۱۱) تقی، محمد تقی عثمانی، کراچی، ادارۃ المعارف، اسلام اور جدید معیشت و تجارت (ص: ۹۴)

(۱۲)ماردینی، الجوھر النقی علی حاشیۃ البیھقی، باب الدین مع الصدقۃ (۴، ۱۴۹)

References

1. Muhammad ibn Ismail al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari with Fath al-Bari*, vol. 3 (Beirut: Dar Ibn Kathir al-Yamamah, 1407 AH), 371–372.
2. Muhammad ibn Ismail al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari with Fath al-Bari*, vol. 3 (Beirut: Dar Ibn Kathir al-Yamamah, 1407 AH), 368–369.
3. Wahbah al-Zuhayli, *Al-Fiqh al-Islami wa Adillatuh*, vol. 2 (Damascus: Dar al-Fikr, 1404 AH), 847; *Al-Mughni* by Ibn Qudamah, vol. 2, 481.
4. Ali ibn Umar al-Daraqutni, *Sunan al-Daraqutni*, vol. 1 (Beirut: al-Maktabah al-Islamiyyah), 104.
5. see reference 1.
6. Ibn Qudamah, *Al-Mughni*, vol. 2 (Riyadh: Ministry of Islamic Affairs, Saudi Arabia), 491.
7. Ibn al-Humam, *Fath al-Qadir*, vol. 2 (Quetta: al-Maktabah al-Rashidiyyah), 174–175.
8. *Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islami*, no. 4, part 1, 882.
9. Muhammad Taqi Usmani, *Islam aur Jadeed Ma‘eeshat wa Tijarat*, 94.
10. *Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islami*, no. 4, part 1, 882, Resolution No. 28/3/4.
11. Muhammad Taqi Usmani, *Islam aur Jadeed Ma‘eeshat wa Tijarat*, 94.
12. Al-Mardini, *Al-Jawhar al-Naqi ‘ala Hashiyat al-Bayhaqi*, vol. 4, 149.